# مولانا عبدالرحمان محدث مبارک پوری رحؒ

## شخصیت و خدمت حدیث

✍ عبدالرشید عراقی

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی نشاۃ ثانیہ امام شاہ ولی اللہ دہلوی (م۱۱۷۶ھ) کے ہاتھوں شروع ہوئی' انہوں نے سفر حجاز سے واپسی (م۱۱۴۵ھ) کے بعد اپنی پوری زندگی حدیث کی نشرواشاعت میں صرف کر دی۔ درس و تدریس اور وعظ و تبلیغ کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ کی۔ اور متعدد کتابیں حدیث و متعلقات حدیث پر لکھیں۔ موطا امام مالک کی دو شرحیں بنام المسوی (عربی) اور المصفی (فارسی) لکھیں۔ ان کے علاوہ شرح تراجم ابواب بخاری (عربی) اور حجتہ اللہ البالغہ (عربی) تصنیف کیں۔ ان سب کتابوں میں انہوں نے احادیث پر تحقیقی کلام اور فقہی مسائل میں کسی مسلک کی ترجیح کے وقت فقہائے محدثین کی روش اختیار کی۔ اس کے علاوہ امام شاہ ولی اللہ دہلوی نے دو اور کتابیں عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (عربی) اور الانصاف فی بیان سبب الاختلاف' (عربی) لکھیں جن میں انہوں نے اصولی طور پر مسلک اہلحدیث کی وضاحت اور تائید کی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م۱۱۷۶ھ) کے بعد ان کے چاروں صاحبزادگان شاہ عبدالعزیز (م۱۲۳۹ھ) شاہ عبدالقادر (م۱۲۲۵ھ) شاہ رفیع الدین (م۱۲۳۳) اور شاہ عبدالغنی (م۱۲۲۷) نے خدمت حدیث میں اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ ان کے بعد شاہ عبدالغنی کے صاحبزادے اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے پوتے مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی (ش۱۲۴۶ھ) کے تجدیدی کارناموں نے ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی تقلید وجمود کے کفر اور شرک و بدعت کے سخت مخالف تھے اسلئے انہوں نے توحید خالص' اتباع

سنت کی اشاعت اور رفض وبدعات ومحدثات وخرافات کی تردید و توبیخ کی طرف توجہ خاص کی اور اس سلسلہ میں متعدد کتابیں لکھیں۔ جن میں انکی کتاب تقویۃ الایمان بہت مشہور ہے اس کتاب نے لاکھوں بندگان خدا کو کتاب وسنت کا گرویدہ بنایا اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ یہ کتاب سینکڑوں بار زیور طبع سے آراستہ ہوئی اور ایک اندازہ کے مطابق ۵۰ لاکھ سے کم نہ چھپی ہوگی لاکھوں آدمیوں نے اسے پڑھا اور ہدایت کی روشنی حاصل کی۔ مولانا غلام رسول مہر (م۱۹۷۱ھ) لکھتے ہیں۔

> یہ ایسا شرف ہے جو تقویۃ الایمان کے سوا اردو کی کسی دوسری کتاب کو شاید ہی نصیب ہوا ہو۔ل

مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی (ش ۱۲۴۶) کے بعد علمائے حدیث میں مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م۱۳۰۷ء) اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م۱۳۲۰ھ) نے خدمت حدیث میں جو تحریری و تدریسی خدمات سرانجام دیں' وہ برصغیر پاک وہند کی تاریخ اہلحدیث کا ایک زریں باب ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں۔ کہ

> علماء اہلحدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت قدر کے قابل ہے۔ پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خان مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا' بھوپال ایک زمانہ تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج سہوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم اس ادارہ میں کام کررہے تھے شیخ حسین عرب یمنی (م۱۳۲۷ھ) ان سب کے سرخیل تھے اور دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق ومغرب سے انکی درس گاہ کا رخ کررہے تھے۔ ع

نواب صدیق حسن خان :- محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن (م۱۳۰۷ء) نے بھوپال میں علمائے حدیث کا ایک تعلیمی بورڈ قائم کیا جس کے سرخیل صدر حسین بن محسن یمنی انصاری (م۱۳۲۷ھ) تھے علامہ حسین بیک واسطہ علامہ محمد بن علی الشوکانی ۱۲۵۰ھ) کے شاگرد تھے حدیث میں ان کا تبحر علمی مسلم تھا آپ جب بھوپال تشریف لائے تو برصغیر کے ممتاز علمائے حدیث نے آپ سے استفادہ کیا۔ بھوپال کے تعلیمی بورڈ میں مولانا محمد بشیر سہوانی ۱۳۲۶ھ اور مولانا سلامت اللہ راجے راخ پوری (م۱۳۲۲ھ) جیسے فاضل علمائے کرام تعلیمی وعلمی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ مولانا سید نواب صدیق حسن خان (م۱۳۰۷ھ) نے تفسیر' حدیث' تاریخ' علوم و ادب' اخلاق' تردید تقلید اور مختلف موضوعات پر عربی' فارسی' اردو میں ۲۲۲ کتابیں لکھیں۔

مولوی ابویحیی خان نوشہروی (م۱۳۸۶ھ) لکھتے ہیں کہ

> حضرت نواب صاحب نے تفسیر قرآن پر عربی "فتح البیان فی علوم القرآن" ۷ جلدوں میں لکھی اردو میں ایک تفسیر بنام "ترجمان القرآن" ۱۵ جلدوں میں مرتب کی۔ اصول تفسیر وطبقات مفسرین پر "الاکسیر فی اصول تفسیر" لکھی۔ حدیث میں صرف "بلوغ المرام من ادلتہ الاحکام" کی ۳ شرحیں بعنوان "مسک انتھام و فتح العلام بشرح بلوغ المرام والروض البسام من ترجمۂ بلوغ المرام" لکھیں۔ الجامع الصحیح البخاری کی شرح عون الباری لحل ادلۃ البخاری قلمبند کی۔ السراج الوہاج فی شرح مختصر الصحیح المسلم بن الحجاج کو واضح کیا رجال۔ حدیث میں نہایت جامع کتاب بنام اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء والمحدثین' مرتب فرمائی صحاح ستہ کے قواعد پر "الحطہ فی ذکر الصحاح الستہ" جیسی بے نظیر کتاب لکھی۔ [۳]

نواب صاحب مرحوم کی تصانیف میں ان کی ایک کتاب ابجد العلوم ہے یہ جملہ علوم اسلامیہ پر ایک بہت عمدہ اور بے نظیر کتاب ہے اور بڑی تقطیع کے ایک ہزار صفحات پر اس

وقت تک کے معلومات کے مطابق بہترین دائرۃ المعارف ہے۔

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خان مرحوم کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ہزاروں روپے خرچ کر کے تفسیر ابن کثیر، فتح الباری، اور نیل الاوطار چھپوا کر علمائے کرام میں مفت تقسیم کیں اور آپ کا یہ کارنامہ محتاج بیان نہیں۔ دفاع حدیث کے سلسلہ میں بھی نواب صاحب مرحوم نے علمائے حدیث سے کتابیں لکھوائیں اور ان کے وظائف مقرر کئے۔

## مولانا سید محمد نذیر حسین دہلویؒ:-

حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی کی شہادت کے بعد دہلی میں مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی (م۱۲۶۳ھ) کا فیضان جاری ہوگیا۔ جن سے مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م۱۳۲۰ھ) مستفیض ہو کر دہلی میں مسند تحدیث پر متمکن ہوئے۔ حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی نے ۶۲ سال تک درس و تدریس کی خدمات سرانجام دیں اس عرصہ میں بلامبالغہ ہزاروں طلباء ان سے مستفید ہوئے۔

مولانا محمد عزیز سلفی لکھتے ہیں کہ

"مکمل ۶۲ سال تک کتاب وسنت کی تدریس و تعلیم میں یکسوئی کے ساتھ مشغول رہے، اس عرصہ میں بلامبالغہ ہزاروں طلباء ان سے مستفید ہوئے اور ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل گئے بیرون ہند سے بھی لوگ جوق در جوق آئے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے رہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ بلااختلاف مسلک ومشرب کوئی بھی بڑی شخصیت ہندوستان میں ایسی نظر نہیں آتی جو ان کے سلسلہ تلمذ سے منسلک نہ ہو۔ ہندوستان کیا پورے عالم اسلام میں اس صدی کے اندر کثرت تلامذہ میں میاں صاحب کی نظیر نہیں ہے میاں صاحب کے تلامذہ نے ہندوستان میں پھیل کر خدمت اسلام کا ایک ایک میدان سنبھال لیا اور پوری زندگی

کتاب و سنت میں گزاری۔"۴

درس وتدریس میں میاں صاحب کے جانشین مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادی" (م۱۳۳۴ھ) مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م۱۳۳۷ھ) دعوت و تبلیغ میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی (م۱۳۳۶ھ) مولانا محمد ابراہیم آروی (م۱۳۱۹ھ) بدعات کی تردید اور صحیح اسلامی تعلیم کی ترغیب میں مولانا عبدالجبار غزنوی (م۱۳۳۱ھ) مولانا شاہ عین الحق پھلواروی (م۱۳۳۳ھ) علمی و تصنیفی کام میں مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ) اور مولانا عبدالرحمان محدث مبارک پوری (م۱۳۵۳ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے علم حدیث پر خصوصی توجہ دی۔

علامہ سیلمان ندوی (م۱۳۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ

> مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی کی درسگاہ سے جو نامور اٹھے ان میں ایک مولانا ابراہیم آروی تھے جنہوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا۔ اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس درسگاہ کے دوسرے مولانا شمس الحق مرحوم صاحب عون المعبود تھے جنہوں نے کتب حدیث کی جمع اور اشاعت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے اس درسگاہ کے تیسرے نامور مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری تھے جنہوں نے درس و تدریس کے ذریعہ خدمت کی اور کہا جا سکتا ہے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کے بعد درس کا اتنا بڑا حلقہ اور شاگردوں کا مجمع انکے سوا کسی اور کو انکے شاگردوں میں نہیں ملا۔ اس درسگاہ کے ایک اور نامور ہمارے ضلع اعظم گڑھ میں مولانا عبدالرحمٰن مرحوم مبارک پوری تھے جنہوں نے تدریس بالحدیث کیساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح تحفہ الاحوذی عربی لکھی۔۵

## برصغیر میں خدمت حدیث پر مولانا محمد عطاء اللہ حنیف کا تبصرہ:۔

مشہور اہلحدیث عالم، محقق اور شارح سنن نسائی مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) برصغیر پاک و ہند میں علمائے حدیث کے خدمات حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ فقہائے محدثین کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ نے فقہی اعتبار سے عہد محدثین کو زندہ کرنے کی تحریک شروع کی۔ جد امجد کے اس پودے کو انکے پوتے مولانا محمد اسمٰعیل شہید (م ۱۲۴۶ھ) نے آبیاری کی۔ اسکے بعد انکے فیض یافتگان کے ایک محقق طبقہ کے ہاں یہ درخت بار آور ہوا یعنی حضرت شاہ محمد اسحاق صاحب (م ۱۲۶۲ھ) کے تلمیذ حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) مولانا شاہ محمد یعقوب (م ۱۲۸۲ھ) نواسہ شاہ عبدالعزیز کے ممتاز مجاز شاگرد مولانا نواب سید ابوالطیب محمد صدیق حسن خان (م ۱۳۰۷ھ) محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے اس مقدس تحریک کو تدریسا پھیلایا۔ اور نواب صاحب مرحوم نے تحریری آیا تالیف اور دولت کثیرہ کے ذریعہ علوم قرآن و حدیث کو اکناف عالم تک پہنچایا مثل **کلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت و فرعها فى السماء توتى اكلها كل حين باذن ربها۔**

نواب صاحب نے اصولاً شاہ صاحب کے فقہی نقطہ نظر کی بنیاد پر ۱۲۷۸ھ میں بلوغ المرام کی فارسی شرح مسک الختام ۱۲۹۴ھ میں تجرید صحیح بخاری للشرجی کی شرح عون الباری ۱۲۹۹ھ میں تلخیص صحیح مسلم للمنذری کی شرح السراج الوہاج تالیف فرمائیں، علاوہ ازیں اصحاب تحقیق کے لئے اگر ایک طرف ہزاروں کے صرفہ سے ۱۲۹۷ھ میں نیل الاوطار (۱۳۰۰ھ) میں ۵۰ ہزار روپے خرچ کر کے فتح الباری شرح صحیح بخاری بولاق مصر سے شائع کرائیں تو دوسری طرف صحاح ستہ بشمول موطا امام مالک کے اردو تراجم و شروح لکھوا کر شائع کرانے کا بھی اہتمام کیا تاکہ عوام براہ راست علوم سنت کے انوار سے متمتع ہو سکیں۔

محدث دہلوی کے تلامذہ سے علامہ ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب محدث (م ۱۳۲۹ھ)

نے عون المعبود شرح سنن ابی داؤد جیسی بلند پایہ کتاب تالیف کر کے طبع کرائی۔ مولانا محمد عبدالرحمان مبارک پوری (م ۱۳۵۳ھ) نے چاروں جلدوں میں تحفہ الاحوذی شرح جامع ترمذی تحریر فرمائی۔[۶]

## برصغیر کے علمائے حدیث کی خدمات حدیث پر علمائے مصروشام کا تبصرہ:۔

برصغیر پاک وہند میں علمائے اہلحدیث نے خدمات حدیث کے سلسلہ میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے علمائے مصروشام نے اس کی تعریف و توصیف کی ہے مصر کے مشہور عالم شیخ عبدالعزیز الخولی لکھتے ہیں۔

ولا یوجد فی الشعوب الاسلامیۃ علی کثرتھا و اختلاف اجناسھا من وفی الحدیث قسطه من العنایة فی ھذہ العصر مثل اخواننا مسلمی الھند' اولئک الذین وجدبینھم حفاظ للسنته ودارسون لھا علی نحوما کانت تدرس فی القرن الثالث حریۃ فی الفھم ونظرفی اسانید کما طبعوا کثیرا من کتبھا النفیسۃ التی کادت تذھب بھاید الاھمال و تقضی علیھا الزمان

وفی الھند الان طائفۃ کبیرۃ تھتدی بالسنۃ فی کل امور الدین ولا تقلد احدا من الفقھاء ولا المتکلمین وھی طائفۃ المحدثین۔[۷]

ہمارے اس دور میں کسی بھی اسلامی ملک میں مسلمانوں نے علم حدیث کی طرف کماحقہ توجہ نہ کی۔ سوائے ہندوستان کے کہ وہاں ایسے حفاظ واساتذہ حدیث موجود ہیں جو تیسری صدی ہجری کے طرز پر پابندی مذاہب سے آزاد درس حدیث دیتے اور حسب ضرورت نقد روایات سے بحث کرتے ہیں ان لوگوں نے حدیث کی

بہت سی نادر ونایاب اور بیش قیمت کتابیں شائع کیں جن کی طرف انہوں نے اگر توجہ نہ کی ہوتی تو غالباً دستبرد زمانہ کی نذر ہو جائیں۔

ہندوستان (غیر منقسم) میں آج ایک بڑی جماعت موجود ہے جو تمام دینی امور میں حدیث کو مشعل راہ سمجھتی ہے کہ فقیہہ یا متکلم کی تقلید نہیں کرتی۔ یہ اہلحدیث کی جماعت ہے۔

علامہ سید رشید رضا مصری صاحب تفسیر المنار (م ۱۳۵۴ھ) لکھتے ہیں۔

**ولولا عنایته اخواننا علماء الهند بعلوم الحدیث فی هذا العصر لقضی علیها بالزوال من امصار الشرق فقد ضعفت فی مصر والشام والعراق والحجاز منذ القرن العاشر للهجرة حتی بلغت منتهی الضعف فی اوائل هذا القرن الرابع۔ ۸**

ہندوستان کے علمائے حدیث نے علوم حدیث کی طرف خصوصی توجہ دی اگر وہ ایسا نہ کرتے تو شاید یہ علم مشرق کے ممالک سے مٹ جاتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مصر، شام، عراق، اور حجاز میں دسویں صدی ہجری سے یہ زوال پذیر تھا اور ۱۴ویں صدی ہجری کے آغاز میں تو ضعف کی انتہا تک پہنچ چکا تھا۔

شام کے ایک نامور محقق اور عالم شیخ محمد منیر دمشقی (م ۱۳۶۹ھ) لکھتے ہیں۔

**وهی نهضة عظیمة اثرت علی باقی البلاد الاسلامیة فاقتدی بها غالب البلاد الاسلامیة فی طبع کتب الحدیث والتفسیر۔ ۹**

یہ وہ عظیم الشان تحریک ہے جس نے دوسرے اسلامی ممالک پر بھی اثر ڈالا۔ چنانچہ بلاد اسلامیہ میں ان ہی کی اقتداء کرتے ہوئے حدیث و تفسیر کی کتابیں شائع کی جا رہی ہیں۔

یہ ہے مختصر روئیداد برصغیر کے علمائے اہل حدیث کی۔ جو انہوں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م۱۱۷۶) مولانا شاہ اسمٰعیل شہید (س ۱۲۴۶ھ) اور مولانا محمد نذیر حسین دہلوی (م۱۳۲۰ھ) کے مشن کی تکمیل میں سرانجام دیں۔

## مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری رحمتہ اللہ علیہ :-

۱۳ویں اور ۱۴ویں صدی ہجری کے برصغیر پاک وہند کے جن علمائے حدیث نے اپنی زندگی خدمت حدیث کے لئے وقف کر دی تھی ان میں مولانا عبدالرحمان محدث مبارکپوری ؒ نہایت ممتاز ہیں۔

## نام و نسب و ولادت:-

ابو العلی عبدالرحمان بن عبدالرحیم بن بہادر علی ۱۲۸۳ھ میں محلہ صوفی پورہ، مبارک پور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد مولانا عبدالرحیم بن بہادر علی (م۱۳۳۰) مشہور عالم طبیب تھے اپنے مسلک اہلحدیث میں بڑے متشدد تھے اور ترک تقلید پر بہت زور دیتے تھے ان ہی کی وجہ سے مبارک پور میں اہلحدیث کا رواج ہوا۔ رمضان المبارک ۱۳۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ [۱۰]

## تحصیل علم:-

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری نے ابتدائی کتابیں مولوی خدا بخش مہران گنجی (م ۱۳۳۲ھ) مولوی محمد سلیم فراہی (م۱۳۲۴ھ) مولانا سلامت اللہ جے راج پوری (م۱۳۲۲ھ) اور مولانا فیض اللہ مئوی (م۱۳۱۵ھ) سے پڑھیں [۱۱] اس کے بعد مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور تشریف لے گئے جو ان دنوں مشرقی یو، پی کا مشہور علمی اور دینی ادارہ تھا اور اس میں اس وقت کے مشاہیر اساتذہ درس دیتے تھے۔ بالخصوص مولانا حافظ عبداللہ محدث غازی پوری (م۱۳۳۷ھ) علوم دینیہ کا درس دیتے تھے اور مولانا محمد فاروق کوئی (م۱۳۲۷ھ) میں علوم عقلیہ و ادبیہ پڑھاتے تھے مولانا عبدالرحمان مبارک پوری نے ان

دونوں حضرات سے تفسیر حدیث فقہ' اصولِ فقہ' ادب' عربیت' معانی' بیان' فلسفہ' ریاضی' ماہیت' اور صرف و نحو کی تکمیل کی اس مدرسہ میں مولانا مبارک پوری نے پانچ سال قیام کیا۔
غازی پوری پانچ سال قیام کے بعد مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کی تحریک پر حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م۱۳۲۰ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے صحاح ستہ کے علاوہ تفسیر جلالین و بیضاوی و نخبۃ الفکر بڑھ کر سند حاصل کی۔
مولانا حکیم سید عبدالحیٔ الحسنی (م۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں۔

"ثم سافر الی دهلی واخذ الحدیث عن شیخنا السید نذیر حسین الدهلوی المحدث [۲]"

اس کے بعد دہلی کے کا سفر کیا۔ اور مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث کی سند حاصل کی۔

دہلی کے بعد بھوپال جاکر علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م۱۳۲۷ھ) سے بھی حدیث کی سند حاصل کی اور مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز (م۱۳۲۴ھ) سے "مسلسل بالاولیتہ" کی سند لی۔
صاحب نزھتہ الخواطر لکھتے ہیں

واسند علی شیخنا حسین بن محسن انصاری الیمانی والقاضی محمد بن عبدالعزیز الجعفری [۳]

علامہ حسین بن محسن انصاری یمانی اور مولانا قاضی محمد بن عبدالعزیز سے حدیث میں سند حاصل کی۔

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری ۱۳۱۳ھ میں جملہ علوم و فنون میں فراغت حاصل کی۔

## تحصیل علم کے بعد:۔

تحصیل علم کے بعد مولانا مبارک پوریؒ نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیااور

اپنے آبائی گاؤں مبارک پور میں دارالتعلیم کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ کچھ عرصہ مبارک پور درس و تدریس دینے کے بعد بلرام پور (گونڈہ) میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور وہاں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اس کے بعد گونڈہ کے قصبہ اللہ نگر میں کچھ عرصہ تدریسی خدمت انجام دی اس کے بعد ضلع گونڈہ کے مدرسہ سراج العلوم تشریف لے گئے اور وہاں بہت مدت تک تعلیمی و تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

اس زمانہ میں مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م۱۳۳۷ھ)مولانا محمد ابراہیم آروی (م۱۳۱۹ھ) کے قائم کردہ مدرسہ احمدیہ آرہ میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہے تھے اور وہاں صدر مدرس بھی تھے انہوں نے مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کو آرہ طلب کیا اور مدرسہ احمدیہ میں حدیث پڑھانے پر ان کا تقرر ہوا۔ قیام آرہ کے دوران مولانا مبارک پوری کی شہرت ہوئی' اور علمائے حدیث آپ کے تبحر علمی کے معترف ہوئے چنانچہ مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کے ناظم نے مولانا مبارک پوری سے درخواست کی کہ آپ مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کلکتہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیں چنانچہ مولانا مبارک پوری مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری کی اجازت سے کلکتہ تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے مولانا عبدالحی الحسنی (م۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں۔

ثم انتقل الی مدرسہ دارالقرآن والسنتہ فی کلکتہ فدرس بھا مدۃ[۱۴]

آپ مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کلکتہ چلے گئے اور ایک مدت تک وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا

مدرسہ دارالقرآن والسنۃ کلکتہ مولانا مبارکپوری کے تعلیمی سفر کی آخری منزل تھی اسکے بعد کسی مدرسہ میں نہیں گئے اور وطن واپس آکر تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے[۱۵]

تلامذہ :۔ مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے تاہم چند

مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

مولانا عبدالسلام مبارک پوری صاحب سیرۃ البخاری (م۱۳۴۲ھ) مولانا عبیداللہ رحمانی مبارک پوری صاحب مرعاۃ المفاتیح فی شرح مشکوۃ المصابیح (م۱۴۱۴ھ) مولانا نذیر احمد دہلوی (م۱۹۶۵ء) مولانا عبدالجبار محدث کھنڈیلوی (م۱۳۸۲ھ) مولانا ابوالنعمان عبدالرحمان مئوی (م۱۳۵۷ھ) شیخ علامہ ڈاکٹر محمد بن عبدالقادر تقی الدین الھلالی المراکشی (م۱۹۸۹ء) مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی[16]

## تصنیف و تالیف کے میدان میں:-

درس و تدریس کو خیر آباد کہہ کر مولانا عبدالرحمان مبارک پوری تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے اور سب سے پہلے آپ نے چار سال ۱۳۲۰ھ تا ۱۳۲۳ھ تک مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م۱۳۲۹ھ) کے ہاں تصنیفی و تالیفی کام کیا اور عون المعبود کی تالیف میں مولانا عظیم آبادی کے شریک رہے۔ مولانا عبدالحیٔ الحسنی (م۱۳۴۱ھ) نے لکھا ہے کہ آپ ۳ سال تک مولانا عظیم آبادی کے ساتھ کام کرتے رہے۔

ثم اعتزل التدريس وانقطع الى التاليف واقام عند العلامة الشيخ شمس الحق العظيم آبادی ثلاث سنين واعانه في تكميل عون المعبود[17]

تدریس کو خیر آباد کہہ کر تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے اور علامہ شمس الحق عظیم آبادی کی عون المعبود کی تکمیل میں ۳ سال تک انکے ہاں قیام کیا۔

لیکن عون المعبود کے مقدمہ میں آپ کے قیام کی مدت ۴ سال ہے۔

كتب العلامه ابوالطيب شمس الحق العظيم آبادی على معاونته واكماله العلامة ابوالعلى محمد عبدالرحمان بن عبدالرحيم المباركپوری صاحب تحفة الاحوذی مدة اربع سنين۔[18]

مولانا شمس الحق کی تالیف عون المعبود میں مولانا عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم مبارک پوری نے چار سال تک معاونت کی۔

تصانیف:- مولانا عبدالرحمان مبارک پوریؒ نے جو کتابیں تالیف کیں سب آپ کے تبحر علمی کا شاہکار ہیں اور علم حدیث میں آپ کی مہارت تامہ اور ژرف نگاہی پر شاہد ہیں آپ کی کتابوں کی فہرست یہ ہے۔

۱)..... تحفة الاحوذی فی شرح جامع الترمذی (عربی) ۴ جلد (مطبوعہ)

۲)..... مقدمہ تحفة الاحوذی (مطبوعہ)

۳)..... نورالابصار (اردو) (مطبوعہ)

۴)..... تنویرالابصار فی تائید نورالابصار (اردو) (مطبوعہ)

۵)..... کتاب الجنائز (اردو) (مطبوعہ)

۶)..... القول السدید فیما یتعلق بتکبیرات العید (اردو) (مطبوعہ)

۷)..... تحقیق الکلام فی وجواب القرائة خلف الامام (۲ جلد) اردو مطبوعہ

۸)..... رسالہ عشر (اردو) غیر مطبوعہ

۹)..... رسالہ درحکم دعا بعد صلوة مکتوبہ (اردو) غیر مطبوعہ

۱۰)..... علوم اہل الزمن من تبصرة آثار السنن (اردو) (مطبوعہ)

۱۱)..... ابکار المنن فی تنقید آثار السنن (عربی) مطبوعہ

۱۲)..... ضیاء الابصار فی رد تبصرة الانظار (اردو) مطبوعہ

۱۳)..... خیر الماعون فی منع الفرار من الطاعون (۲ جلد) (اردو) مطبوعہ

۱۴)..... الدر المکنون فی تائید خیر الماعون (اردو) مطبوعہ

۱۵)..... المقالة الحسنی فی سنیة المصافحة بالید الیمنی (اردو)

مطبوعہ

۱۶)..... ارشاد البھائم الی اخصاء البھائم (اردو) غیر مطبوعہ ۱۹ے

۱۷)..... شفاء العلل فی شرح کتاب العلل (عربی) مطبوعہ

۱۸)..... الکلمۃ الحسنی فی تائید المقالۃ الحسنی (اردو) غیر مطبوعہ) ۲۰ے

## فتاویٰ نذیریہ کی اشاعت :-

فتاویٰ نذیریہ حضرت شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) کے فتاویٰ کا مجموعہ اور ۲ جلدوں میں ہے یہ سب فتاویٰ مولانا شمس الحق عظیم آبادی (م ۱۳۲۹ھ) کے پاس محفوظ تھے مولانا عظیم آبادی مرحوم نے یہ سب فتاویٰ مولانا مبارک پوری کے حوالے کے لئے آپ نے انہیں موضوع کے اعتبار سے مرتب کرکے محبوب المطابع دہلی سے شائع کیا۔ مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری (م ۱۳۳۷ھ) کے فتاویٰ بھی آپ ترتیب دے رہے تھے کہ انتقال کر گئے۔ اور وہ فتویٰ شائع نہ ہو سکا۔ ۲۱ے

## مولانا مبارک پوری کا علمی مقام :-

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری علمی لحاظ سے بہت بلند پایہ کے حامل تھے۔ تمام علوم اسلامیہ میں ان کا تبحر علمی مسلم تھا خاص طور پر علم حدیث میں امامت کا درجہ رکھتے تھے روایت کے ساتھ درایت کے مالک اور جملہ علوم آلیہ و عالیہ میں یگانہ روز گار تھے علم حدیث اور علوم متعلقات حدیث پر ان کی گہری نظر تھی اسماء الرجال جرح و تعدیل اور معرفت حدیث میں بہت بلند مرتبہ کے حامل تھے۔

مولانا عبدالحئی الحسنی (م ۱۳۴۱ھ) کہتے ہیں۔

کان متضلعا من علوم الحدیث متمیزا لمعرفۃ انواعہ وعملہ وکان لہ کعب فی معرفۃ اسماء

الرجال وفن الجرح والتعديل وطبقات المحدثين وتخريج الاحاديث۔ ۲۲

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کا حافظہ بہت قوی تھا آخری عمر میں بینائی سے محروم ہو جانے کے باوجود درسی کتابوں کی عبارتیں زبانی پڑھا کرتے تھے اور ہر قسم کے فتاویٰ لکھوایا کرتے تھے مولانا اپنی تصانیف میں مجتہدانہ شان رکھتے تھے فقہائے احناف کے بارے میں نہایت متشدد تھے اور بڑی شدومد سے ان کا رد کرتے تھے مگر یہ معاملہ تصانیف کی حد تک تھا مولانا مرحوم براہ راست عامل بالحدیث تھے صفات باری تعالیٰ کے سلسلہ میں "مطور دبا الکتاب والسنۃ" پر ایمان رکھتے تھے۔ ۲۳

## مولانا عبدالرحمان مبارک پوری مولانا سید سلیمان ندوی کی نظر میں :-

مولانا سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ) مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کے علمی تبحر اور حدیث میں ان کی ژرف نگاہی کے بہت معترف تھے۔

مولانا ابو علی اثری (م ۱۹۹۳ھ) لکھتے ہیں

> سید صاحب مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کے فضل و کمال اور تبحر حدیث ورجال حدیث کے بہت معترف تھے مصر، شام، وحجاز، کے جو علمی سیاح دارالمصنفین آئے تھے تو سید صاحب "صاحب الحدیث" اور "رجل الحدیث" کہہ کر ان سے غائبانہ تعارف کراتے تھے اور وہ یہاں سے ہو کر انکی زیارت کیلئے مبارکپور ضرور جاتے تھے انکی شرح ترمذی شائع ہوئی تو خاص طور سے مبارکپور آدمی بھیج کر منگوائی اسکے ایک عرصہ بعد اسکا فاضلانہ مقدمہ بھی الگ کتابی صورت میں شائع ہوا۔ تو اسکو بھی منگوایا۔ ۲۴

**وفات :-** مولانا عبدالرحمان مبارک پوری کو آخر میں "عمر نزول الماء" یعنی موتیا کا مرض لاحق ہوگیا تھا اور دونوں آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے۔ ۱۳۵۳ھ میں تحفۃ

الاحوذی کی چوتھی جلد چھپوانے کے لئے دہلی تشریف لائے' وہاں ایک آنکھ کا آپریشن بھی ہوا جو کامیاب رہا' وطن واپس آئے تو اختلاج قلب کا مرض لاحق ہوگیا آخر مولانا عبدالرحمان مبارک پوری نے ۱۶/ شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۲۲/ جنوری ۱۹۳۵ء کو مبارک پور میں انتقال کیا۔ انتقال کے وقت عمر ۶۰ سال تھی "انا للہ وانا الیہ راجعون"۲۵

مولانا ابو علی اثری (م ۱۹۹۳ء) مولانا عبدالرحمان مبارکپوری کے انتقال پر لکھتے ہیں کہ

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری اپنے قصبہ مبارک پور میں اپنے گوشہ علمی سے بہت کم باہر نکلتے تھے وہ مبارک پور تو درکنار جس محلہ میں ان کا دانش کدہ تھا اس کے بھی پیچ وخم' گلیوں اور راستوں سے اچھی طرح واقف نہ تھے کبھی کبھی اپنے گوشہ عافیت سے نکل کر ضرور جاتے تھے لوگ ان کے بڑے معتقد تھے باوجود اس کے وہ اپنے گوشہ عافیت سے نہ نکلتے اور آس' پاس پڑوس کے لوگوں سے ربط و روابط زیادہ نہ رکھتے اور مبارک پور کے عوام سے بھی زیادہ نہ ملتے تھے لیکن جب ان کا انتقال ہوا لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک پور کی پوری تاریخ میں کسی کا جنازہ اس شان سے نہیں اٹھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارا مشرق و مغرب اس محدث جلیل اور خادم علوم نبویہ کے جنازہ کی مشایعت کے لئے امنڈا چلا آرہا ہے۔۲۷

## مولانا مبارک پوری کی خدمت حدیث :-

مولانا عبدالرحمان مبارک پوری نے خدمت حدیث میں جو کتابیں لکھی ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱)..... تحفة الاحوذی فی شرح جامع الترمذی (عربی)

۲)..... مقدمه تحفة الاحوذی (عربی)

۳)..... شفاء العلل شرح کتاب العلل (عربی)

۴)..... ابکار المنن فی تنقید آثار السنن (عربی)

۵)..... اعلام اہل الزمن من تبصرۃ آثار السنن (اردو)

## تحفہ الاحوذی فی شرح جامع الترمذی (عربی)

تحفتہ الاحوذی امام ابو عیسیٰ ترمذی (م۲۷۹ھ) کی الجامع الترمذی کی شرح ہے الجامع الترمذی صحاح ستہ میں شامل ہے اور اس کتاب میں ۸ قسم کے مضامین بیان کئے گئے ہیں (۱) سیر(۲) آداب (۳) تفسیر(۴) عقائد (۵) فتن (۶) احکام (۷) اشراط (۸) مناقب

ہر محدث نے حدیث کے جمع کرنے میں اپنا ایک الگ طریقہ اختیار کیا ہے امام ترمذی نے اپنے پیش نظر بیان مذاہب مع استدلال رکھاہے امام ترمذی نے صحابہ و تابعین کے مذاہب کو بھی بیان کیا ہے اور جو مذاہب متروک ہوچکے ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے جیسے امام اوزاعیؒ و سفیان ثوریؒ وغیرہ اس کے علاوہ ہر حدیث کی حیثیت بھی بیان کی ہے کہ آیا صحیح ہے یا حسن ہے ضعیف ہے یا منکر اور حدیث کے ضعف کو بھی بیان کیا ہے تاکہ طالب حدیث کو بصیرت حاصل ہوجائے قابل عمل اور ناقابل عمل میں امتیاز ہوجائے پھر حدیث کا مستفیض وغریب ہونا بھی بیان کیا ہے پھر صحابہ کرام اور فقہائے عظام کے مذاہب بھی بیان کئے ہیں۔۲۷

مولانا مبارک پوری کی تحفتہ الاحوذی نعرۂ عمل بالحدیث کے لئے ہے جس میں شروح حدیث کے عام طرز کا تتبع ہے اس شرح میں توضیح و تشریح کا پورا التزام کیا گیا ہے غیر ضروری مباحث سے اجتناب کیا گیا ہے مولانا مبارک پوری نے اس شرح میں جن امور کی طرف خاص توجہ کی ہے اس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

۱) جامع ترمذی کے ہر راوی کا ترجمہ بقدر ضرورت کیا گیا ہے اور مقدمہ شرح میں تمام راویوں کی معرفت بترتیب حروف تہجی دیدی گئی ہے اور جس راوی کا ترجمہ شرح کے جس صفحہ میں مذکور ہے اس کا نشان دیدیا گیا ہے۔

۲) جامع ترمذی کی تمام حدیثوں کی تخریج کی گئی ہے یعنی اس کتاب کی حدیثوں کو امام

ترمذی کے علاوہ اور جن محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے ان کا اور ان کی کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

۳) امام ترمذی نے وفی الباب کے عنوان سے جن احادیث کی طرف اشارہ کیا ہے ان کی مفصل تخریج کی گئی ہے اور ان احادیث کے الفاظ بھی اکثر مقامات میں نقل کئے گئے ہیں احادیث مشار الیھا کے علاوہ اور دیگر احادیث کی تخریج کا بھی جابجا اضافہ کیا گیا ہے۔

۴) تصحیح و تحسین میں امام ترمذی کا تساہل مشہور ہے اس لئے ہر حدیث کی تحسین و تصحیح کے متعلق دیگر ائمہ فن حدیث کے اقوال بھی نقل کئے گئے ہیں اور جن احادیث کی تصحیح و تحسین میں امام ترمذی سے تساہل ہوا ہے اس کی تصریح کر دی گئی ہے۔

۵) اسنادی و متنی اشکالات کے حل وایضاح کے طرف توجہ خاص کی گئی ہے۔

۶) احادیث کی توضیح و تشریح میں بہت کچھ تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔ اور جن مقلدین جامدین اور جن اہل ہوا نے احادیث نبویہ کو اپنے مسلک پر منطبق کرنے کے غلط اور واہی تاویلیں و تقریریں کی ہیں ان کی تقریرات و تاویلات کی کافی تغلیط و تردید کر دی گئی ہے اور احادیث کے صحیح مطالب و مضامین جو سلف صالحین اور فقہائے محدثین کے نزدیک معتمد و مستند ہیں بیان کئے گئے ہیں۔

۷) اختلاف مذاہب کے بیان میں ہر مذہب کے دلائل بیان کر کے مذہب حق و راجح کو ظاہر کر دیا گیا ہے اور اس کی نصرت و تائید کی گئی ہے اور مذہب مرجوحہ وغیر صحیحہ کے دلائل کے شافی جواب دیئے گئے ہیں۔

۸) آثار السنن مولوی ظہیر احسن شوق نیموی (م ۱۳۲۵ھ) کی جابجا لطیف اور قابل دید تنقید کی گئی ہے۔[۲۸]

تحفتہ الاحوذی مولانا مبارک پوری کے تبحر علمی اور علم حدیث میں ان کی مہارت پر شاہد ہے اس شرح کو اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام اور عرب ممالک میں جو شہرت و مقبولیت دی

ہے وہ شاید علمائے برصغیر میں سے کسی کی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی

تحفتہ الاحوذی ۱۳۴۶ھ میں پہلی بار دہلی سے طبع ہو کر شائع ہوئی بیروت قاہرہ اور مدینہ منورہ سے بھی کئی بار شائع ہو چکی ہے طبع اول کا فوٹو اسٹیٹ ۱۹۹۰ء میں مکتبہ ضیاء السنہ فیصل آباد نے شائع کیا۔

## مقدمہ تحفتہ الاحوذی (عربی)

یہ مقدمہ دوباب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے پہلے باب میں ۴۱ فصلیں جن میں عام فنون حدیث، کتب حدیث، آئمہ حدیث کے متعلق نہایت کار آمد فواید جمع کر دیئے گئے ہیں دوسرا باب ۱۷ فصلوں پر مشتمل ہے جس میں خاص جامع ترمذی اور امام ترمذی کے متعلق مباحث ذکر کئے گئے ہیں مقدمہ میں مجموعی طور پر ۱۱۵ آئمہ حدیث و تفسیر لغت کے تراجم آگئے ہیں آخر میں مولانا مبارک پوری کے مختصر حالات بھی درج کئے گئے ہیں۔

## شفاء العلل فی شرح کتاب العلل (عربی)

کتاب العلل بھی امام ترمذی کی کتاب ہے اور علل حدیث پر ایک مفید اور جامع کتاب ہے علت حدیث علوم حدیث میں بہت مشکل علم ہے، محدثین کرام بالاتفاق فرماتے ہیں۔

> یعنی یہ علم نہایت ادق اور بڑا شریف ہے اس فن میں کلام کرنے کی قدرت اور انہی محدثین کو ہوئی جن کی سمجھ روشن تھی جن کی قوت حافظہ میں کمال تھا جن کو جرات کامل تھی۔ ۲۹

محدثین نے یہ تصریح کی ہے کہ علت حدیث سے وہی محدث واقف ہو سکتا ہے جسکو قوت حافظہ میں کمال حاصل ہو، اس کلیہ کے مطابق امام بخاری ۲۵۶، امام مسلم (م۲۶۱ھ) اور امام ترمذی (م۲۷۹ھ) کا حافظہ بہت قوی تھا اور ارباب سیر نے ان محدثین کرام کے حافظہ کی تعریف کی ہے اس کے لئے ان ہرسہ محدثین کرام نے کتاب العلل کے نام سے کتابیں لکھیں۔

امام ابو عبداللہ حاکم (م۴۰۵ھ) لکھتے ہیں۔

علوم حدیث کی علتوں کے جاننے کا علم ہے یہ صحیح سقیم' اور جرح وتعدیل کے علاوہ ایک مستقل علم ہے حدیث مختلف وجوہ سے معلل ہوجاتی ہے جس میں جرح وتعدیل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اسلئے کہ مجروح حدیث تو سرے سے ساقط اور ناقابل اعتبار ہے اکثر ثقات کی حدیثوں میں ایسی علت ہوتی ہے جو ان کی نظر سے مخفی رہتی ہے اور حدیث معلل ہوجاتی ہے اسکے علم کا ذریعہ صرف حفظ وفہم اور معرفتہ حدیث ہے۔۴۰

مولانا مبارک پوری نے کتاب العلل کی شرح لکھی ہے اس شرح سے مولانا مرحوم کے علم حدیث میں تبحر اور ژرف نگاہی کا اندازہ ہوتا ہے۔

## ابکار المنن فی تنقید آثار السنن (عربی)

مولانا ظہیر احسن (م۱۳۲۵ھ) جو ایک غالی حنفی تھے حافظ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) کی بلوغ المرام فی ادلتہ الاحکام کے نہج پر حدیث کی ایک آثار السنن مرتب کی جس میں اپنے شعار تقلید کے شوق میں احادیث جمع کیں مولانا مبارک پوری مرحوم نے اس کتاب کا جواب ابکار المنن کے نام سے دیا اور مولانا ظہیر احسن صاحب نے اپنی کتاب آثار السنن میں جو غلطیاں کی تھیں انکی نشاندہی کی بقول صاحب تراجم علمائے حدیث ہند ابکار المنن کی تصنیف سے ظہیر صاحب کی تمام کاوشوں کا پتہ چل گیا۔۴۱

## اعلام اہل الزمن من تبصرۃ آثار السنن (اردو)

یہ کتاب آثار السنن کے جواب میں ہے اس میں مولانا مبارک پوری مرحوم نے صرف ان احادیث کی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں ظہیر صاحب نے قصداً کیا ہے۔۴۲

## فٹ نوٹ

(۱) مقدمہ تقویۃ الایمان، طبع الدعوۃ والارشاد جدہ ۱۴۱۳ھ — صفحہ ۲۸ت

(۲) تراجم علمائے حدیث ہند ابو یحییٰ امام خان نوشہروی — صفحہ ۳۶

(۳) ہندوستان میں اہلحدیث کی علمی خدمات — صفحہ ۲۷

(۴) مولانا شمس الحق عظیم آبادی حیات و خدمات — صفحہ ۳۱

(۵) تراجم علمائے حدیث ہند — صفحہ ۳۶، ۳۷

(۶) ترجمان دہلی مارچ ۱۹۶۸ء

(۷) مفتاح کنوز السنۃ — صفحہ ۳۶، ۳۷

(۸) مقدمہ مفتاح کنوز السنۃ

(۹) نموذج من الاعمال الخزنیۃ — صفحہ ۴۶۸

(۱۰) تذکرہ علمائے اعظم گڑھ — صفحہ ۱۵۶

(۱۱) تراجم علمائے حدیث ہند۔

(۱۲) نزہۃ الخواطر — صفحہ ۲۴۲ ج ۸۔ (۱۳) ایضاً

(۱۴) ایضاً (۱۵) تذکرہ علمائے اعظم گڑھ — صفحہ ۱۴۶

(۱۶) تراجم علمائے حدیث ہند — صفحہ ۴۰۲

(۱۷) نزہۃ الخواطر ج ۸ — صفحہ ۲۴۲

(۱۸) مقدمہ عون المعبود — صفحہ ۷ طبع مکتبہ السلفیہ مدینہ منورہ

(۱۹) جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات مولوی محمد مستقیم سلفی بنارسی — صفحہ ۵۳، ۱۶۹، ۱۷۷، ۱۸۹،
۱۹۱، ۳۳۹، ۳۷۱، ۴۱۴، ۴۳۱، ۴۹۴، ۷۸۷

(۲۰) تراجم علمائے حدیث ہند — صفحہ ۴۰۶، ۴۰۷

(۲۱) تذکرہ علمائے اعظم گڑھ — صفحہ ۱۴۷

(۲۲) نزہۃ الخواطر ج ۸ — صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳

(۲۳) تذکرہ علمائے اعظم گڑھ — صفحہ ۱۴۵

(۲۴) سید سلیمان ندوی، ابو علی اثری — صفحہ ۲۰۴

(۲۵) تراجم علمائے حدیث ہند — صفحہ ۴۰۱

(۲۶) سید سلیمان ندوی ابو علی اثری۔ — صفحہ ۲۰۴

(۲۷) حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ — صفحہ ۱۲۱

(۲۸) سیرۃ بخاری — صفحہ [illegible]

(۲۹) سیرۃ بخاری — صفحہ ۴۱۳

(۳۰) معرفۃ علوم الحدیث — صفحہ ۱۱۲

(۳۱) تراجم علمائے حدیث ہند — صفحہ ۴۰۲

(۳۲) جماعت اہلحدیث کی تصنیفی خدمات — صفحہ ۳۷۱